سوال

(126)ڈرانا نہ ڈرانا برابر ہے تو کافروں کو وعظ بیکار ہے

جواب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

سورۃ البقرۃ میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا :

اِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا سَوَآءٌ عَلَيْهِمْ ءَاَنْذَرْتَهُمْ اَمْ لَمْ تُنْذِرْهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ

''یعنی کافروں کو ڈرانا نہ ڈرانا برابر ہے وہ ایمان نہیں لائیں گے ۔''

اس کے آگے ہے :

خَتَمَ اللّٰهُ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ وَعَلٰى سَمْعِهِمْ وَعَلٰى اَبْصَارِهِمْ غِشَاوَةٌ وَّلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ

''اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں اور کانوں پر مہر کردی ہے اور ان کی آنکھوں پر پردہ ہے اور ان کے لیے عذاب دردناک ہے ۔''

اس سے ظاہر ہے کہ زمین وآسمان کا ٹل جانا ممکن ہے مگر ان کا ایمان لانا نا ممکن ہے مگر تاریخ بتا رہی ہے کہ حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم فوت نہیں ہوئے کہ وہ سب منکرین حضور پر ایمان لے آتے ہیں جب یہ مسلمہ امر ہے کہ تمام اہل مکہ اور مدینہ حضور پر ایمان لے آئے تو پھر ختم الصلہ علی قلوبہم کا کیا معنی ہے ۔ دوسرا سوال یہ ہے کہ ختم کے معنی ہمیشہ کے واسطے مسدود کردینا منقطع کردینا کہاں سے نکالے گئے ، قرآن مجید میں ختم کے مشتقات مختلف مقامات میں استعمال ہوئے ہیں۔ مگر ایک جگہ بھی اس معنوں میں استعمال نہیں ہوئے تفسیر القرآن بالقرآن کے اصول پر جب اس آیت ''اَلْيَوْمَ نَخْتِمُ'' کو ہم '' وسیق الذین کفروا الی جہنم زمرا'' کے سامنے پش کرتے ہیں کہ قیامت کے روز جب جہنم کے چوکیدار جہنمیوں سے دریافت کریں گے کہ کیا تمہارے پاس رسول نہیں آیا تھا تو ''الیوم نختم'' کے قول کے خلاف نظر آرہے ہیں ۔ علاوہ ازیں ''نختم علی قبلک یطبع علی قبلک''بھی قرآن مجید میں ہے جس سے ثابت ہوا کہ طبع اور ختم مترادف الفاظ ہیں پھر ختم کے معنی ہمیشہ کے لیے مسدود کرنا کہاں سے نکالے گئے ۔ (سید حسنات احمد، عابد منزل ببلی ماراں دہلی ۱۲ جولائی ۱۹۴۰ء)

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاۃ والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

اس سوال کا حل اختصار کے ساتھ ہم عرض کرتے ہیں۔ تفصیل دیگر علماء پر چھوڑتے ہیں سائل نے مابعد کی آیات دیکھی ہیں ۔ ماقبل کی نہیں دیکھی اس سے قبل خدا فرماتا ہے ۔ ''

ہدی للمتقین ''یعنی قرآن مجید پرہیزگاروں کیلیے ہدایت ہے پرہیزگاروں سے مرادیہاں مرادیہاں مرادوہ ہیں جن کا خاتمہ پرہیزگاری پر ہونے والا ہے ، کیونکہ اعتبار خاتمہ کا ہے پہلے خواہ کوئی حالت ہو۔ اگر ساری عمر پرہیزگاری میں گزری ہواور مرنے کے قریب مرتد ہوگیا ہو تو اس کی پہلی پرہیزگاری فائدہ نہیں دے سکتی۔

قرآن مجید میں ہے :

وَمَن يَرْتَدِدْ مِنكُمْ عَن دِينِهِ فَيَمُتْ وَهُوَ كَافِرٌ فَأُولَٰئِكَ حَبِطَتْ أَعْمَالُهُمْ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ وَأُولَٰئِكَ أَصْحَابُ النَّارِ هُمْ فِيهَا خَالِدُونَ) (پارہ ۲ رکوع : ۱۱)

''جو تم سے اپنے دین سے پھر جائے پس اسی حالت کفر میں مرجائے تو ان کے اعمال دنیا اور آخرت میں حبط ہوگئے اور یہ لوگ ہمیشہ جہنم میں رہنے والے ہیں۔''

اس آیت سے معلوم ہواکہ پہلے خواہ مدت دینداری اور پرہیزگاری میں گزر جائے تو اس کا کوئی اعتبار نہیں اسی طرح اگر پہلے کفر کی حالت ہو اور اخیر میں تائب ہو جائے تو اس کے متعلق بھی خدا تعالیٰ کا ارشاد ہے :

فَأُولَٰئِكَ يُبَدِّلُ اللَّهُ سَيِّئَاتِهِمْ حَسَنَاتٍ وَكَانَ اللَّهُ غَفُورًا رَّحِيمًا (پارہ ۹، رکوع ۴)

''خدا تعالیٰ ان لوگوں کی برائیوں کو نیکیوں سے بدل دیتا ہے اور خدا بخشنے والا مہربان ہے۔''

پس جب مدار خاتمہ پر ہوا اور اس آیت سے وہی مراد ہوئے جن کا خاتمہ پرہیزگاری پر ہونے والا ہے تو ''ان الذین کفروا'' سے مراد بھی وہی کافر ہوں گے جن کا خاتمہ کفر پر ہونے والا ہے جو خدا کے ہاں ابلیس کی طرح ازلی شقی ہیں ، پس ان کے حق میں ختم سے مراد یہی ہوگا کہ ان کا راستہ ہمیشہ کےلیے مسدود ہے اور ختم کے معنی ہمیشہ ایک نہیں ہوتے بلکہ جیسا مقام ہے ویسے ہوتے ہیں یہاں چونکہ ارشاد ہے کہ ان لوگوں کو ڈرانا نہ ڈرانا یکساں ہے یہ ایمان لائیں گے ، اس لیے یہاں یہی مراد ہوگی ، کہ ان کےلیے ہدایت کا راستہ مسدود ہے اور یہ ازلی شقی ہیں ، پسی اب کسی قسم کا اعتراض نہیں رہا۔ کیونکہ اگر مکہ والے یا دوسرے لوگ ایمان لائے ہیں۔ تو اس کی وجہ یہ ہے کہ ان کےلیے ہدایت کا رستہ مسدود نہیں نہیں ہوا اور وہ ازلی شقی ہوکر ''ان الذین کفروا الایۃ'' کے تحت داخل نہ تھے بلکہ ہدی للمتقین کے تحت تھے پس ان کو ہدایت ہونی ضروری تھی۔

بعض مفسرین نے لکھا ہے کہ ''ان الذین کفروا'' سے ابوجہل وغیرہ خاص کافر مراد ہیں اور ''ان الذین کفروا'' میں موصول کی تعریف عہد خارجی کی قسم سے ہے چنانچہ بیضاوی وغیرہ میں اس طرح لکھا ہے پس اس صورت میں بھی کوئی جھگڑا نہیں رہتا ، کیونکہ اگر مکہ مدینے والے ایمان لائے ہیں ، تو خاص لوگ جو اس آیت سے مراد ہیں جیسے ابوجہل وغیرہ ان کو ایمان نصیب نہیں ہوا بلکہ وہ کفر کی حالت میں رخصت ہوگئے پس آیت اپنی جگہ ٹھیک رہی اور ختم کے معنی بھی یہی ہوئے کہ ان کےلیے ہدایت کا دروازہ ہمیشہ کےلیے مسدود ہے خدا تعالیٰ اس حالت سے بچائے۔ آمین ثم آمین!

(عبداللہ امرتسری روپڑی ۱۲ جمادی الثانی ۱۳۵۹ھ فتاویٰ روپڑی)

هذا ما عندي والله أعلم بالصواب